# سورة هود

## آیات ٩٦ - ١٠٩

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍۙ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ مَاۤ اَمْرُ
فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِىْ
هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ
وَّ حَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِىْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مِنْ شَىْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَ مَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِىَ
ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ
لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَ مَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا
بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِىٌّ وَّ سَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ۙ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ
سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ
مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَ اِنَّا
لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰيٰتِنَا وَ سُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍۙ ﴿۹۶﴾ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوۡۤا اَمۡرَ فِرۡعَوۡنَ ۚ وَ مَاۤ اَمۡرُ فِرۡعَوۡنَ بِرَشِيۡدٍ ﴿۹۷﴾ يَقۡدُمُ قَوۡمَهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فَاَوۡرَدَهُمُ النَّارَ ؕ

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی - اور بیشک ہم بھیج چکے ہیں موسٰی علیہ السلام کو

سُلْطان - غلبہ، قدرت، نشانی، دلیل، معجزہ

بِاٰيٰتِنَا وَ سُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ - اپنی نشانیوں اور قطعی دلیل کے ساتھ

آیات اور سُلْطان - نشانیاں اور معجزے

مَلَا - سردار اور اہل الرائے اشخاص

اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ - فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف

فَاتَّبَعُوۡۤا اَمۡرَ فِرۡعَوۡنَ - پھر (بھی) انہوں نے پیروی کی فرعون کے حکم کی

وَ مَاۤ اَمۡرُ فِرۡعَوۡنَ - اور نہیں تھا فرعون کا حکم

رَشِید - ہدایت پائے ہوئے، حق شناس، ٹھیک

بِرَشِيۡدٍ - کوئی سوجھ بوجھ والا (درست)

قَدَمَ يَقدُمُ ، قَدْمًا - آگے آنا

يَقۡدُمُ قَوۡمَهٗ - وہ آگے ہوگا اپنی قوم کے

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ - قیامت کے دن

وَرَدَ يَرِدُ ، وَرْدًا و وُرودًا - پانی تک پہنچنا، (پھر کسی بھی جگہ پہنچنا)

فَاَوۡرَدَهُمُ النَّارَ - پھر وہ پہنچائے گا ان کو آگ تک (و ر د) اَوْرَدَ يُوْرِدُ ، اِيْرَاداً - پہنچانا، لے آنا، گھاٹ پر لانا (IV)

اردو: ورید (رگ، خون پہنچنے کا راستہ)، وارِد، واردات، ورود، وِرد (وظیفہ)، مُورد (الزام)

وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ حَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾

بِئْسَ - کلمہ ذم | وِرْد - پانی تک پہنچنے کی جگہ

مُوْرُوْد - جس تک پہنچا جائے (گھاٹ)

وَبِئْسَ الْوِرْدُ - اور کتنا برا ہے پہنچے جانے والا

الْمَوْرُوْدُ - گھاٹ

وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً - اور پیچھے لگائی گئی (ان کے) اس (دنیا) میں لعنت

وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ - اور قیامت کے دن (بھی)

رَفَدَ يَرفِدُ ، رَفْدًا - بخشش دینا، عطیہ دینا

رِفْدٌ - عطیہ، انعام، بخشش، مدد

مَرْفُوْد - بخشش میں دی ہوئی چیز

بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ - کتنی بری ہے بخشش دیئے جانے والی جگہ

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى - یہ بستیوں کی خبروں میں سے (ایک خبر) ہے

أنْباء ، نَبأ کی جمع | قُرَى ، قَرية کی جمع

نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا - ہم بیان کرتے ہیں جس کو آپ پر اُن (بستیوں) میں سے

قَصَّ يَقُصُّ ، قَصًّا بیان کرنا

قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ - کچھ قائم ہیں اور کچھ تہس نہس کی ہوئی ہیں

حَصَدَ يَحْصُدُ ويَحْصِدُ ، حَصْدًا وحَصادًا کھیتی کاٹنا

بے وقت تباہی کی غرض سے کاٹی گئی

فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ (10:24) تو ہم نے کاٹ کر ایسا کر ڈالا کہ گویا وہاں کل کچھ تھا ہی نہیں

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ مَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ
مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ حَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾

اور موسیٰؑ کو ہم نے اپنی نشانیوں اور کھلی سند ماموریت کے ساتھ فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کی طرف بھیجا، مگر انہوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی حالانکہ فرعون کا حکم راستی پر نہ تھا، قیامت کے روز وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا اور اپنی پیشوائی میں انہیں دوزخ کی طرف لے جائے گا کیسی بدتر جائے وُرُود ہے یہ جس پر کوئی پہنچے، اور ان لوگوں پر دنیا میں بھی لعنت پڑی اور قیامت کے روز بھی پڑے گی کیسا برا صلہ ہے یہ جو کسی کو ملے، یہ چند بستیوں کی سرگزشت ہے جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں ان میں سے بعض اب بھی کھڑی ہیں اور بعض کی فصل کٹ چکی ہے

And indeed We sent Moses with Our signs and with a clear authority to Pharaoh and his nobles. But they obeyed the command of Pharaoh even though Pharaoh's command was not rightly-directed. He shall stand at the head of his people on the Day of Resurrection, and will bring them down to the Fire. What a wretched destination to be led to. They were pursued by a curse in this world and so will they be on the Day of Resurrection. What an evil reward will they receive. That is an account of some towns which We recount to you. Of them some are still standing and some have been mown down.

محمد اقبال

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍۙ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ مَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ

## حضرت موسیٰؑ اور فرعون کی سر گزشت

- اس رکوع میں موسیٰ (علیہ السلام) کا واقعہ ذکر ہے جو چھٹا قصہ ہے اس سورت کا۔ یہاں پہ اس کا ذکر بس اجمالاً رہے، اس سے پہلے سورۃ یونس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سر گزشت تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہے (قرآنِ مجید میں موسیٰ ؑ کا ذکر باقی تمام پیغمبروں کی نسبت سب سے زیادہ آیا ہے تیس سے زیادہ سورتوں میں موسیٰ و فرعون اور بنی اسرائیل کے واقعہ سو سے زیادہ مرتبہ)
- **اس سرگذشت کا مقصد** بھی وہی ہے جو اس سے پہلے انبیاء کرام کی سر گزشتوں کا مقصد ہے۔ مشرکین مکہ کو تنبیہ کرنا ہے کہ تم نے اگر اپنا رویہ نہ بدلا اور تم اسی ڈگر پر چلتے رہے جس طرح پہلی معذب قومیں چلتی رہی ہیں تو پھر ان کی سر گزشتوں کے آئینہ میں تمہیں اپنا انجام دیکھ لینا چاہیے اور آپ ﷺ کو یہ تسلی ہے کہ آپ مخالفین کی دشمنی سے پریشان نہ ہوں ہر پیغمبر کے ساتھ اس کی قوم نے ہمیشہ یہی سلوک کیا ہے لیکن آخرکار غلبہ ہمیشہ پیغمبر اور اس پر ایمان لانے والوں کو ملتا رہا ہے
- **حضرت موسیٰ کے واقعہ کی ایک خصوصیت** یہ بھی ہے کہ دیگر انبیاء نے گمراہ قوموں کے خلاف قیام کیا تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علاوہ ایک خود سر حکومت اور فرعون جیسے جابر وظالم حکمران کے خلاف قیام کیا۔
- اصولی طور پر صاف پانی کے لیے سرچشمے کو صاف کرنا چاہیے۔ جب تک فاسد حکومتیں بر سر اقتدار ہوں، کوئی معاشرہ سعادت اور نیک بختی کا منہ نہیں دیکھے گا۔ اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے بھی معاشرے میں سب سے پہلے فساد کے اس مرکز کو ہدف بنایا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٦﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ مَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ

## حضرت موسیٰؑ اور فرعون کی سرگزشت

- اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو اپنی آیات اور سلطان مبین کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا۔ اس میں آیات سے مراد وہ نو نشانیاں ہیں جو آپ کو عطا کی گئیں اور جن کا ذکر سورۃ الاسراء میں آیا ہے
- ان آیات اور سلطان جن میں خدائی قوت موجود تھی کی مناسبت اس بات سے بھی کہ فرعون عظیم مادی قوت کا مالک تھا۔ لہٰذا اس کی قوت کے مقابلے میں قوت کا ہونا ضروری تھا۔
- حضرت موسیٰؑ نے حق کی دعوت آخری ممکن حد تک پیش کر دی۔ انھوں نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف نظری طور پر بے دلیل کر دیا۔ بلکہ عصا کے معجزے کی صورت میں اپنی صداقت کا کھلا ہوا ظاہری ثبوت بھی انھیں دکھا دیا پھر بھی فرعون کی قوم فرعون ہی کے ساتھ رہی، وہ حضرت موسیٰؑ کا ساتھ دینے پر تیار نہ ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں کے نزدیک ساری اہمیت اقتدار اور دنیوی ساز و سامان کی تھی اور یہ چیزیں وہ حضرت موسیٰؑ کے اندر نہ دیکھتے تھے

عام لوگوں کا لیڈر چننے کا معیار ! --- دولت، دنیاوی حشمت و قوت، خاندان، اشرافیہ کا سا معیارِ زندگی، اشرافیہ میں قبولیت ، شہرت ....

- دنیا کی طرح قیامت کے روز بھی وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہو گا اور اس کی قوم پیچھے پیچھے، جس طرح یہاں وہ بغیر سوچ اور تدبیر کے اس کے پیچھے چلتے تھے۔ اپنی رائے اور عقل کو استعمال نہ کرتے تھے۔ وہ ذلت پر راضی تھے ، اور اللہ نے عقل ، ارادہ اور آزادی کی جو نعمتیں ان کو دی تھیں، انھوں نے ان نعمتوں سے دست برداری اختیار کر لی تھی، اور غلام کی راہ اختیار کر لی تھی

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

- فرعون روزِ قیامت اپنی قوم کی پیشوائی کرتے ہوئے انھیں دوزخ کی طرف لے جائے گا
- اس بات کو بیان کرنے کے لیے جو اسلوب اپنایا گیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ اس کی قوم کے لوگ جو اندھے بن کر اس کے پیچھے چلتے رہے وہ قیامت کے روز بھی مویشیوں کے ریوڑ کی طرح اس کے پیچھے چلتے ہوں گے اور جیسے چرواہا اپنے ریوڑ کو پانی پلانے کے لیے گھاٹ پر لے جاتا ہے، فرعون بھی اپنی قوم کو آگ کے "گھاٹ" پہ لے آئے گا
- اللہ نے فرمایا کیسا بدترین جائے ورود (گھاٹ) ہے جس پہ فرعون اور اس کی قوم آ پہنچی !
- قرآن کے اس مقام سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ :

> جو لوگ دنیا میں کسی قوم یا جماعت کے رہنما ہوتے ہیں وہی قیامت کے روز بھی اس کے رہنما ہوں گے اگر وہ دنیا میں نیکی اور سچائی اور حق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں تو جن لوگوں نے یہاں ان کی پیروی کی ہے وہ قیامت کے روز بھی انہی کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے اور ان کی پیشوائی میں جنت کی طرف جائیں گے اور اگر وہ دنیا میں کسی ضلالت کسی بداخلاقی یا کسی ایسی راہ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں جو دین حق کی راہ نہیں ہے تو جو لوگ یہاں ان کے پیچھے چل رہے ہیں وہ وہاں بھی ان کے پیچھے ہوں گے اور انہی کی سرکردگی میں جہنم کا رخ کریں گے۔

- اس کی تصدیق آپ ﷺ کے اس ارشاد مبارک سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ فرمایا، "قیامت کے روز جاہلیت کی شاعری کا جھنڈا امرؤالقیس کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور عرب جاہلیت کے تمام شعراء اسی کی پیشوائی میں دوزخ کی راہ لیں گے"
- فرعون اور قومِ فرعون کی بدترین سزا کا ذکر - دنیا اور آخرت میں لعنت الٰہی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ﴿۱۰۱﴾

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ - اور نہیں ظلم کیا ہم نے ان پر

وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ - بلکہ ظلم کیا انھوں نے خود ہی اپنی جانوں پر

فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ - تو کام نہ آئے ان کے

أغنى يُغني ، إغناءً - کفایت کرنا، کام آنا (IV)

اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ - ان کے وہ الٰہ جن کو

اٰلِهَة ، إِلٰهٌ - کی جمع (معبود)

یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ - وہ لوگ پکارتے تھے اللہ کے علاوہ

مِنْ شَیْءٍ - کچھ بھی

لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ -جب آگیا فیصلہ (عذاب) تیرے رب کا

وَمَا زَادُوْهُمْ - اور نہ اضافہ کیا ان (خداؤں نے) ان کے لیے

زَادَ يَزِيد ، زِيادَةً - زیادہ کرنا

غَیْرَ تَتْبِیْبٍ - انتہائی ہلاکت میں ڈالنے کے (ت ب ب)

تَبَّ يَتُبُّ ، تَبًّا .. تباہ برباد ہونا/کرنا۔ ہلاکت میں پڑنا/ڈالنا

تَبَّبَ يُتَبِّبُ ، تَتْبِيْبًا انتہائی تباہی اور ہلاکت میں ڈالنا (II)

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَ تَبَّ تباہ ہوں ابو لہب کے دونوں ہاتھ اور وہ (خود بھی) تباہ ہو

وَكَذٰلِكَ اَخۡذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الۡقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ‌ؕ اِنَّ اَخۡذَهٗۤ اَلِيۡمٌ شَدِيۡدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنۡ خَافَ عَذَابَ الۡاٰخِرَةِ‌ ؕ ذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّشۡهُوۡدٌ ﴿۱۰۳﴾

وَكَذٰلِكَ اَخۡذُ رَبِّكَ - اور ایسی ہی ہوا کرتی ہے پکڑ تیرے رب کی

أَخْذ - پکڑ

اِذَاۤ اَخَذَ الۡقُرٰى - جب بھی وہ پکڑتا ہے بستیوں کو

أخَذَ يَأْخُذ ، أَخْذًا - پکڑنا

وَهِىَ ظَالِمَةٌ - اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والی ہوں

اِنَّ اَخۡذَهٗۤ اَلِيۡمٌ شَدِيۡدٌ - بیشک اس کی پکڑ بڑی دردناک اور سخت ہوتی ہے

أَلِيم - دردناک

أَلَم - درد

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً - یقیناً اس میں ایک بڑی نشانی ہے

لِّمَنۡ خَافَ عَذَابَ الۡاٰخِرَةِ - ہر اس شخص کے لیے جو ڈرتا ہے عذاب آخرت سے

ذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ - وہ جمع کئے جانے والا دن ہے

مَجْمُوع - جمع کئے جانے والا - (جَمَعَ سے مفعول)

لَّهُ النَّاسُ - اس کے (یعنی اللہ کے) لیے لوگوں کو

وَذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّشۡهُوۡدٌ - اور وہ حاضر کیے جانے والا دن ہے

مَّشْهُود - حاضر کئے جانے والا - (شَهِدَ سے مفعول)

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ

﴿١٠١﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ

لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿١٠٣﴾

ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا، انہوں نے آپ ہی اپنے اوپر ستم ڈھایا اور جب اللہ کا حکم آ گیا تو ان کے وہ معبود جنہیں وہ اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے ان کے کچھ کام نہ آ سکے اور انہوں نے ہلاکت و بربادی کے سوا انہیں کچھ فائدہ نہ دیا، اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے، فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے، ان (قصوں) میں اس شخص کے لیے جو عذاب آخرت سے ڈرے عبرت ہے۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور یہی وہ دن ہوگا جس میں سب (خدا کے روبرو) حاضر کیے جائیں گے

**We did not wrong them; it is rather they who wronged themselves. And when the command of your Lord came to pass, the gods besides Allah whom they had called upon, did not avail them in the least. They added nothing to them except ruin. Such is the seizing of your Lord that when He does seize the towns immersed in wrong-doing, His seizing is painful, terrible. Surely in that is a sign for him who fears the chastisement of the Hereafter.105 That will be a Day when all men shall be mustered together; that will be a Day when whatever happens shall be witnessed by all.**

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝١٠١ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝١٠٢

## اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا

- یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اللہ نے ان قوموں کو جو تباہ کر دیا یہ ان پر کوئی ظلم ہوا ۔ اللہ نے ظلم نہیں کیا انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا
- اللہ نے ان کو اعلیٰ صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا تھا، پھر اس نے اپنے رسول بھیج کر ان پر یہ بات واضح کر دی کہ تمہارے سامنے دو راستے ہیں، ایک عافیت اور کامیابی و کامرانی کا راستہ ہے، اور دوسرا راستہ ہے ہلاکت و تباہی کا۔
- جن لوگوں نے اللہ کی فرمان برداری کی بجائے شیطان اور اپنے نفس کی پیروی کی، اس کے رسولوں پر ایمان لانے کی بجائے طاغوت پر ایمان لائے، اللہ کے سامنے سر جھکانے اور اسی کو معبود سمجھنے کی بجائے اوروں کو اس کا شریک بنایا اور خواہش نفس کے نتیجے میں بداخلاقیوں کو اپنا شعار بنایا، انھوں نے یہ سب کچھ کرکے خود اپنی تباہی کے اسباب فراہم کیے۔
- پھر جب اللہ کا امر (عذاب) آیا تو وہ سب سہارے، وہ بت، آستان، لیڈرز، شفاعتیں تقسیم کرنے والے، مشکل کشا اُن کے کچھ کام نہ آئے، اس لیے یہ سب جھوٹے سہارے تھے، سراب تھے، وہم تھے اور وہم حقیقت کے مقابلے میں کچھ کام نہیں آتا، جھوٹے سہارے ضرورت کے وقت مصیبت اور محرومی ہی میں اضافہ کرتے ہیں۔ (وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ)
- تاریخ کے آئینے میں تم پچھلے واقعات کو دیکھو اور اپنا اپنا عمل درست کرلو۔ تم اس رویے سے بچو جس کی وجہ سے پچھلے ہلاک ہوئے۔ تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ بڑی سخت ہوا کرتی ہے (اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ - إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ) وہ مہلت ضرور دیتا ہے کہ وہ رحیم و کریم ہے، جلد بازی نہیں کرتا۔ لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نکل جانے اور بچ جانے کا کوئی موقع نہیں ہوتا

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾

## گذشتہ اقوام کے انجام کے قصص عبرت اور آج کی گمراہی

- تاریخ کے یہ واقعات جو یہاں بیان ہو رہے ہیں ان میں کئ ایک ایسی نشانیاں ہیں جن پر اگر انسان غور کرے تو اسے یقین آجائے گا کہ عذاب آخرت ضرور پیش آنے والا ہے اور ان کے متعلق پیغمبروں کی دی ہوئی خبریں سچی ہے نیز ان نشانیوں سے وہ یہ بھی معلوم کر سکتا ہے کہ عذاب آخرت کیسا سخت ہوگا۔ اور یہ علم اس کے دل میں خوف پیدا کرکے اسے سیدھا کر دے گا
- قوموں کے عروج و زوال کی داستان یا عروج و زوال کے قانون سے عبرت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں۔ جو اللہ کے خوف اور آخرت میں اللہ کے حضور جواب دہی کے تصور سے ڈرتے رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو نہ اللہ سے ڈرتے ہیں نہ آخرت کے عذاب سے۔ ایسے عبرت انگیز واقعات کو سرسری طور پر پڑھ کر یا دیکھ کر انھیں اتفاقات زمانہ سے متعلق کردیتے ہیں یا پھر ان کی مادی اور طبعی توجیہات تلاش کرنے لگتے ہیں کہ فلاں علاقے میں زلزلہ آیا، اس میں اتنے لاکھ آدمی مرگئے، فلاں زمانے میں فلاں علاقے میں دریاؤں میں طغیانی آئی، بارشوں نے زور باندھا، پانی نے سیلاب کی شکل آختیار کرلی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ بستیوں کی بستیاں سیلاب میں بہہ گئیں اور ان کا نام و نشان مٹ گیا - یہ سب تو طبعی حوادث ہیں جو پیش آتے رہتے ہیں!
- ہر تباہی کے پیچھے ظاہر ہے کہ کچھ نہ کچھ طبعی اسباب کام کرتے ہیں جن کی وجہ سے تباہی کا عمل بروئے کار آتا ہے۔ آج کے دانشور انھیں طبعی عوامل کو خود مختار اور فیصلہ کن سمجھتا ہے۔ یہ وہ جاہلانہ تصور ہے جس نے بڑی سے بڑی تباہی سے بھی سبق سیکھنے سے ہمیں محروم کردیا ہے۔ ہم گمراہ قوموں کی دیکھا دیکھی وہاں کلچر ڈھونڈتے ہیں، عبرت کی تلاش نہیں ہوتی۔ موہنجوڈارو اور ہڑپہ وغیرہ علاقوں میں ہم نے نہ جانے کتنی قوموں کا کلچر تلاش کر ڈالا لیکن یہ کبھی بھول کر بھی خیال نہ آیا کہ آخر یہ آبادیاں تباہ کیوں ہوئیں۔ عبرت کی ایک چھٹانک برآمد نہ ہو سکی کلچر نکل پڑا ہے منوں کے حساب سے

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾

- ☜ ہزارہا برس کے انسانی تاریخ میں قوموں اور جماعتوں کا اٹھنا اور گرنا جس تسلسل اور باضابطگی کے ساتھ رونما ہوتا رہا ہے اور پھر اس گرنے اور اٹھنے میں جس طرح صریحاً کچھ اخلاقی اسباب کارفرما رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کائنات پر طبعی عوامل کی حکومت نہیں ہے بلکہ ایک ایسی ذات کی حکومت ہے جس کے نزدیک انسانی زندگی کی بقاء، اخلاقی زندگی کی بقاء سے وابستہ ہے
- ☜ جو قومیں صرف ضروریات زندگی تک اپنی مساعی کو منحصر رکھتی ہیں اور اسی میں ترقی کرتی ہیں اور مقاصد زندگی کو فراموش کردیتی ہیں، وہ آخرکار اللہ کے عذاب کا شکار ہوتی ہیں۔
- ☜ اس زمین پر قوموں کی حیات و ممات کا دارومدار اللہ کے احکام کی اطاعت اور اس کے نظام زندگی کی پابندی پر ہے اور اسی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ قوموں کو ڈھیل بھی دیتا ہے اور گرفت بھی کرتا ہے۔

وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿١٠٥﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾

وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا - اور ہم مؤخر نہیں کرتے اس کو مگر

اَخَّرَ يُؤَخِّرُ ، تَاْخِيْرًا - دیر کرنا، ملتوی/مؤخر کرنا (۱۱)

لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ - ایک گنی ہوئی مدت کے لیے

أجَل - معین مدت

مَعْدُوْد - گنی ہوئی (counted)

يَوْمَ يَاْتِ - جب وہ دن آئے گا

لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ - نہ بات کرسکے گا کوئی نفس مگر اس کی اجازت سے

كَلَّمَ يُكَلِّمُ ، تَكْلِيْمًا بات کرنا

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ - تو ان میں سے کوئی بدبخت ہوگا اور کوئی نیک بخت

شَقِي - بدبخت

سَعِيْد - نیک بخت

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا - پھر جہاں تک وہ لوگ ہیں جو بدبخت ہوئے

شَقِيَ يَشْقَى ، شَقَاءً و شَقَاوةً
بدنصیب ہونا، تکلیف میں پڑنا

فَفِي النَّارِ - وہ آگ میں ہوں گے

لَهُمْ فِيْهَا - وہ اس میں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾

زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ - چلائیں گے اور دہاڑیں گے

زفیر اور شہیق دونوں گدھے کی آوازیں ہیں (سانس اندر لیتے اور باہر نکالتے وقت

زَفَرَ يَزْفِرُ ، زَفْرًا و زَفِيرًا - چیخنا (چیخ کی ابتدائی حصے کی آواز نکالنا، طولانی آواز — آہ و پکار) - sighing

شَهِقَ يَشْهِقُ ، شَهِيْقًا - سسکی لینا، روتے وقت سانس اندر کھینچنا، نالہ فریاد -wailing

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا - ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں

مَا دَامَتِ - جب تک رہیں

دَامَ يَدُوْمُ ، دَوَاماً - رہنا، جاری رہنا، قائم ہونا

اردو: دوام، دائم، مدام، مداومت، دائمی

السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ - آسمان اور زمین

اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ - سوائے اس کے جو چاہے آپ کا رب

اِنَّ رَبَّكَ - بیشک آپ کا رب

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ - کر گزرنے والا ہے اس کو جو وہ ارادہ کرتا ہے

فَعَّال ، فَاعِل سے مبالغے کا صیغہ
کر گزرنے والا

وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعۡدُوۡدٍؕ ﴿۱۰۴﴾ يَوۡمَ يَاۡتِ لَا تَكَلَّمُ نَفۡسٌ اِلَّا بِاِذۡنِهٖۚ فَمِنۡهُمۡ شَقِىٌّ وَّسَعِيۡدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ شَقُوۡا فَفِى
النَّارِ لَهُمۡ فِيۡهَا زَفِيۡرٌ وَّشَهِيۡقٌ ۙ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا
يُرِيۡدُ ﴿۱۰۷﴾

ہم اس کے لانے میں کچھ بہت زیادہ تاخیر نہیں کر رہے ہیں، بس ایک گنی چنی مدت اس کے لیے مقرر ہے، جب وہ آئے گا تو کسی کو بات کرنے کی مجال نہ ہوگی، الا یہ کہ خدا کی اجازت سے کچھ عرض کرے پھر کچھ لوگ اس روز بد بخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت

جو بد بخت ہوں گے وہ دوزخ میں جائیں گے (جہاں گرمی اور پیاس کی شدت سے) وہ ہانپیں گے اور پھنکارے ماریں گے، اور اسی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں، الا یہ کہ تیرا رب کچھ اور چاہے بے شک تیرا رب پورا اختیار رکھتا ہے کہ جو چاہے کرے

Nor shall We withhold it except till an appointed term.

And when the appointed Day comes, no one shall even dare to speak except by the leave of Allah. Then some will be declared wretched, others blessed.

As for the wretched, they shall be in the Fire, and in it they shall sigh and groan.

They shall abide in it as long as the heavens and the earth endure, unless your Lord may will otherwise. Surely your Lord does whatsoever He wills.

محمد اقبال

وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّ سَعِیْدٌ ﴿۱۰۵﴾

## قیامت زیادہ دور نہیں

- انسان کی کمزوری یہ ہے کہ وہ قیامت کو بہت دور سمجھتا ہے۔ اگر اس کے سامنے قیامت کا ذکر بھی کیا جائے تو وہ اسے چنداں اہمیت نہیں دیتا۔ سمجھتا ہے کہ ابھی معاملہ بہت دور کا ہے، تو جس چیز کا آنا ابھی بہت دور ہے اس کے لیے ابھی سے اپنا عیش مکدر کیوں کیا جائے
- اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کو کوئی ایسا دور مت سمجھو، بس ایک گنی چنی مدت ہے جس کے بعد قیامت کا آنا یقینی ہے، پھر یہ ایسی مدت بھی نہیں جس میں تاخیر ہوسکے، اس کا وقت مقرر ہے اور اگر اس سلسلے میں آپ ﷺ کے ارشاد کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر تو معاملہ ابھی سے فکر مندی کا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُهُ جو شخص مر گیا اس کی قیامت آ گئی۔ کیونکہ موت کے ساتھ ہی عمل کا موقع ختم ہو جاتا ہے
- قیامت کو دور وہی کہہ سکتا ہے جو موت کو دور سمجھتا ہو۔ اور موت کو دور سمجھنا سب سے بڑی خود فریبی ہے۔
- روزِ قیامت، اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی بات نہیں کر سکے گا۔ اس آیت نے ان تمام بے بنیاد اور خیالی توقعات کا خاتمہ کر دیا
- کوئی سمجھتا ہے کہ فلاں حضرت ہماری سفارش کرکے ہمیں بچالیں گے، فلاں بزرگ اڑ کر بیٹھ جائیں گے اور اپنے ایک ایک متوسل کو بخشوائے بغیر نہ مانیں گے، فلاں صاحب جو اللہ میاں کے چہیتے ہیں جنت کے راستے میں مچل بیٹھیں گے اور اپنے دامن گرفتوں کی بخشش کا پروانہ لے کر ہی ٹلیں گے۔ یہ ناز برداری کرنا تو درکنار اللہ کے آگے کوئی زبان ہی نہیں کھول سکے گا جب تک وہ اس کو اجازت نہ دے۔
- اس دن کچھ لوگ بدبخت ہونگے (اہل دوزخ) اور کچھ نیک بخت (اہل جنت)۔ یہ بدبختی اور خوش بختی اعمال کی بنیاد پر ہو گی

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾

## دوزخیوں کے چیخنے چلانے کی تعبیر

- جو بدبخت ہوں گے (اپنے اعمال کی بنیاد پر) وہ دوزخ میں پڑیں گے اور اس میں ان کا حال یہ ہوگا کہ وہ وہاں آگ کی شدت سے چیخیں اور چلائیں گے (گدھے کی آواز کی تعبیر۔ زفیر اور شہیق دونوں لفظ گدھے کی چیخ کے لیے آتے ہیں)۔ یہاں حقارت کا پہلو بالکل واضح ہے
- وہ اسی دوزخ میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم رہیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس آسمان و زمین سے یہ موجودہ آسمان و زمین مراد نہیں ہیں، یہ آسمان و زمین تو قیامت کے قائم ہونے پر ختم ہو چکے ہوں گے۔ بلکہ وہ آسمان و زمین مراد ہیں جو نئے قوانین کے ساتھ قیامِ قیامت کے وقت ظہور میں آئیں گے (يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ)
- مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْض جب تک زمین و آسمان قائم ہیں، ایک عربی محاورہ ہے جو استمرار اور دوام کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
- اس سے مراد ابدیت بھی ہو سکتی ہے اور اس طرح کا کوئی اشارہ بھی ہو سکتا ہے کہ شاید کبھی کوئی ایسا وقت آئے جب زمین و آسمان کا وہ نظام بدل بھی جائے اور کوئی دوسرا نظام اس کی جگہ لے لے۔
- اللہ تعالیٰ خود ہی کسی کے عذاب میں تخفیف کرنا چاہے یا کسی کو ایک مدت تک عذاب دے کر جہنم سے نکالنے کا فیصلہ فرمائے تو اسے اس کا پورا اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اختیار مطلق ہے، کوئی بالاتر قانون ایسا نہیں ہے جو اس کے اختیارات کو محدود کرتا ہو۔

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِیْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا - اور جہاں تک وہ لوگ ہیں جو نیک بخت ہوئے

سَعَدَ يَسْعَدُ ، سَعْدًا وسُعُوداً۔
خوش بخت ہونا

فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا - وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ - جب تک رہیں زمین وآسمان

اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ - سوائے اس کے جو چاہے آپ کا رب

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ - یہ بخشش ہوگی نہ ختم ہونے والی

جَذَّ يَجُذُّ ، جَذًّا - کسی چیز کے ٹکڑے کردینا، کاٹنا

مَجْذُوْذ - توڑا ہوا، کاٹا ہوا

غَيْرَ مَجْذُوْذ - جو توڑا ہوا یا کاٹا ہوا نہیں ہے

نہ ختم ہونے والا / والی

فَلَا تَكُ - پس آپ نہ ہوں

تَكُ - اصل میں تَكُنْ ، تھا تخفیف کیلئے نون گرایا دیا گیا

فِیْ مِرْيَةٍ - کسی تردد میں

مِرْيَة - شک، تردد، شبہ

مِّمَّا يَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ - اس سے جس کی بندگی کرتے ہیں یہ لوگ

مَا يَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا كَمَا يَعۡبُدُ اٰبَآؤُهُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوۡهُمۡ نَصِيۡبَهُمۡ غَيۡرَ مَنۡقُوۡصٍ ﴿۱۰۹﴾

مَا يَعۡبُدُوۡنَ - نہیں عبادت کرتے یہ

اِلَّا كَمَا يَعۡبُدُ اٰبَآؤُهُمۡ - مگر اس طرح جیسے بندگی کرتے تھے ان کے آبا و اجداد

مِّنۡ قَبۡلُ - اس سے پہلے

وَاِنَّا لَمُوَفُّوۡهُمۡ - اور یقیناً ہم ضرور پورا پورا دینے والے ہیں اُن کو

( و ف ي )

وَفَّى يُوَفِّي ، تَوْفِيَةً - پورا پورا دینا (II)

نَصِيۡبَهُمۡ - ان کا حصّہ

غَيۡرَ مَنۡقُوۡصٍ - بغیر کسی کمی کے

نَقَصَ يَنْقُصُ ، نَقْصاً - کمی کرنا

مَنْقُوْص - نَقْصٌ ، سے اسم مفعول (کم کیا گیا)

غَيْرَ مَنْقُوْص - جو کم نہیں کیا گیا

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا
تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَ اِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع

رہے وہ لوگ جو نیک بخت نکلیں گے، تو وہ جنت میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ رہیں گے جب تک زمین و آسمان قائم ہیں، الا یہ کہ تیرا رب کچھ اور چاہے ایسی بخشش ان کو ملے گی جس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا

پس اے نبیؐ، تو ان معبودوں کی طرف سے کسی شک میں نہ رہ جن کی یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں یہ تو (بس لکیر کے فقیر بنے ہوئے) اُسی طرح پوجا پاٹ کیے جا رہے ہیں جس طرح پہلے ان کے باپ دادا کرتے تھے، اور ہم اِن کا حصہ اِنہیں بھرپور دیں گے بغیر اس کے کہ اس میں کچھ کاٹ کسر ہو،

**And as for those who are blessed, they shall abide in the Garden as long as the heavens and the earth endure, unless your Lord may will otherwise. They shall enjoy an unceasing gift. [O Prophet!] Have no doubt about what they worship. For they worship what their fathers worshipped before. And (yet) We shall grant them their due portion in full, diminishing of it nothing.**

محمد اقبال

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

## جنت سعادت مند لوگوں کی جگہ

- وہ لوگ جو نیک بخت ہوں گے (اپنے ایمان و اعمال کی بنیاد پر )۔ تو وہ تو جنت میں ہوں گے۔ اللہ کی رحمت میں ، ہمیشہ کے چین آرام اور آسائش اور عیش میں
- انہوں نے دنیا میں عارضی تکلیف اٹھائی تھی۔ عارضی نقصان اٹھایا تھا۔ اپنے نفس کو عارضی طور پر مارا تھا۔ کوئی اپنی نیند کوئی اپنا آرام قربان کیا تھا۔ لیکن ان کا جو اجر ملا وہ دائمی (permanent) ہے۔ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔
- ان کا جنت میں ٹھہرنا کسی ایسے بالاتر قانون پر مبنی نہیں ہے جس نے اللہ کو ایسا کرنے پر مجبور کر رکھا ہو۔ بلکہ یہ سراسر اللہ کی عنایت ہو گی کہ وہ ان کو وہاں رکھے گا۔ اگر وہ ان کی قسمت بھی بدلنا چاہے تو اسے بدلنے کا پورا اختیار حاصل ہے۔
- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جب اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا، پھر اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکار لگائے گا کہ اے جنت والو ! (اب) موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو ! (اب) موت نہیں آئے گی۔ اس اعلان سے جنت والوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا اور دوزخ والوں کا غم بڑھ جائے گا۔ " [ بخاری و مسلم ]

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿١٠٩﴾

## نبی اکرم ﷺ سے خطاب (مخالفین پر عتاب)

- آپ یہ خیال نہ کریں کہ مشرکین عرب کیوں شرک سے باز نہیں آتے ؟اور کیوں انھیں مہلت مل رہی ہے ؟ وہ تو اسی راہ پر چل رہے ہیں جس پر ان کے باپ دادا چلے اور انھیں ان کی سرکشیوں کا نتیجہ پورا پورا ملنے والا ہے
- اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نبی ﷺ واقعی ان معبودوں کی طرف سے کسی شک میں تھے بلکہ دراصل یہ باتیں نبی ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے عامۃ الناس کو سنائی جارہی ہیں
- مطلب یہ ہے کہ کسی معقول انسان کو اس شک میں نہ رہنا چاہیے کہ یہ لوگ جو ان معبودوں کی پرستش کرنے اور ان سے دعائیں مانگنے میں لگے ہوئے ہیں تو آخر کچھ تو انھوں نے دیکھا ہوگا جس کی وجہ سے یہ ان سے نفع کی امیدیں رکھتے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ یہ پرستش اور نذریں اور نیازیں اور دعائیں کسی علم، کسی تجربے اور کسی حقیقی مشاہدے کی بنا پر نہیں ہیں، بلکہ یہ سب کچھ نری اندھی تقلید کی وجہ سے ہو رہا ہے، آخر یہی آستانے پچھلی قوموں کے ہاں بھی تو موجود تھے، اور ایسی ہی ان کی کرامتیں ان میں بھی مشہور تھیں، مگر جب خدا کا عذاب آیا تو وہ تباہ ہو گئیں اور یہ آستانے یونہی دھرے کے دھرے رہ گئے۔
- انھوں نے اپنے آباؤاجداد کو جنھیں پوجتے دیکھا ہے، انھیں کو یہ پوج رہے ہیں۔ لیکن انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے آباؤاجداد کا کسی کو پوجنا اور پرستش کرنا ان کے لیے قیامت کے دن عذر نہیں بنے گا۔ وہ اپنے کیے کی سزا بھگتیں گے اور یہ اپنے جرائم میں پکڑے جائیں گے۔ ہم ان کا حصہ بھی انھیں پورا پورا دیں گے اور ان کا بھی۔ یعنی کوئی بھی اپنی گمراہی کی سزا سے بچ نہیں سکے گا

اضافی مواد

Reference Material